نقطۂ نظر

رضوان اللہ

بعد از موت

(۱۲)

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

فرض کیجیے کہ جنت میں سب کچھ ہوتا، مگر وہاں کے باسی اپنے جیون ساتھیوں سے محروم ہوتے تو لازم ہے کہ وہ جنت جنت ہو کر بھی ویران اور سونی ہوتی۔ وہاں کے آدم سب کچھ پا کر بھی وصال یار کے لیے تڑپتے اور حوائیں ہجر و فراق میں سسکتیں اور رویا کرتیں۔ بلکہ جب بھی شراب و کباب کی محفلیں آراستہ ہوتیں تو ان سے حظ اٹھانا تو دور کی بات، یہ تنہائیاں انھیں مزید اضطراب اور بے کلی میں مبتلا کر دیا کرتیں۔ سو جنت میں جہاں بہت سی دوسری چیزوں کا ذکر ہوا، وہاں اہل جنت کو ان کے رفیق اور ہم نشین دیے جانے کا مژدہ بھی سنایا گیا۔[۱] انھیں بتایا گیا کہ وہاں کی رعنائیوں اور رنگینیوں میں اور زیادہ رنگ بھرنے کے لیے نازنینوں کی رفاقت بھی میسر ہو گی۔ ان کی خدمت میں انواع و اقسام کے کھانے ہی پیش نہ کیے جائیں گے، اپنے قیس کو لقمے بنا بنا کر کھلانے والی لیلائیں بھی ان کے ساتھ ہوں گی۔ صرف پینے کے لوازمات نہ ہوں گے، جن پر خود پیالوں کے سینے بھی دھڑک اُٹھیں، وہ نازک اندام ساقی

۱؎ واضح رہے کہ جنت میں اباحیت بالکل نہ ہو گی کہ جو کوئی جنسی جذبے سے مغلوب ہوا وہ جانوروں کی طرح جدھر کو سینگ سمایا، ادھر کو ہو لیا، بلکہ جس طرح یہاں نکاح کے ذریعے سے افراد ایک دوسرے کے ساتھ مخصوص ہو جاتے اور ایک رشتے میں بندھ جاتے ہیں، اسی طرح وہاں بھی یہ رشتہ باقاعدہ بنایا جائے گا:

وَزَوَّجْنٰھُمْ بِحُوْرٍ عِیْنٍ. (الطّور ۵۲: ۲۰)

''اور آہو چشم گوریاں ہم نے اُن سے بیاہ دی ہوں گی۔''

بھی وہاں موجود ہوں گے۔

حسن کی ان شہزادیوں کا قرآن نے تفصیل سے تعارف کرایا ہے[2] اور ان کے وہ خصائل بیان کیے ہیں جو کسی بھی فرہاد کو مجبور کرتے ہیں کہ وہ اُٹھے، اپنا تیشا اٹھائے، کوہ ستوں کھودے اور جوے شیر نکال دکھائے۔ ان کے بارے میں بیان ہوا ہے کہ وہ مرد آشنا اور کسی کی چھوڑی ہوئی نہ ہوں گی۔ ان کے قریب ہونا تو درکنار، اہل جنت سے پہلے انھیں کسی نے چھوا تک نہ ہوگا۔ فرمایا ہے کہ ہم نے انھیں ایک خاص اٹھان پر اٹھایا ہے۔ وہ عام عورتوں جیسے نسوانی عوارض سے مبرا اور جسمانی تبدیلیوں سے بالکل پاک ہوں گی۔ ان کا حسن و جمال اگر اپنی مثال آپ ہوگا تو یہ زوال سے بھی یک سر نا آشنا ہوگا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ان کی جوانی میں فرق آئے گا نہ دل ربائی میں۔ پہلی ملاقات پر یہ جس طرح کی ہوں گی، ہر مرتبہ ملنے پر اسی طرح کی ملیں گی:

لَمْ یَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ. (الرحمٰن ۵۵:۵۶)

''ان (عورتوں) کو اُن سے پہلے کسی انسان یا جن نے ہاتھ نہ لگایا ہوگا۔''

www.javedahmadghamidi.com

www.al-mawrid.org

یہ ایک سے زیادہ ہوں گی، اس لیے ہوسکتا تھا کہ ان کے درمیان میں سوتنوں کی چشمک اور جلاپا ہو۔ مگر ان پری چہروں میں وہ کمزوریاں ہی نہ ہوں گی جو باہمی حسد کو پیدا کیا کرتی ہیں۔ ایک بے حد حسین ہو اور دوسری انتہا درجے کی بدصورت ہو، ایک میں دل کو لبھانے اور پھر اسے چرا لینے کی ہر ادا ہو اور دوسری مزاج کی درشت اور طبیعت کی آدم بے زار ہو، ایک جوان ہو، شباب کی نمایاں مثال ہو اور دوسری بڑھاپے کی طرف مائل ہو زوال اور تنزل کی نظیر ہو اور اس کے بال بال میں چاندی بھی جھلک آئی ہو، یہی چیزیں ہوتی ہیں جن سے مرد کا میلان ایک طرف ہونے لگتا اور پھر لازمی نتیجے کے طور پر عورتوں کے درمیان میں حسد اور رشک پیدا ہونے لگتا ہے۔ جنت کی عورتوں میں اس طرح کا تفاوت بالکل نہیں ہوگا۔ حسینائیں تو سب ہوں گی اور دل ربائی بھی ہر ایک کی فطرت میں ہوگی، اس کے ساتھ ساتھ وہ سب ہم سن بھی ہوں گی۔ چنانچہ اہل جنت کے ہاں نہ ایک کی طرف رجحان اور دوسری سے بے زاری پیدا ہوگی اور نہ ان عورتوں میں باہمی چپقلش کا احساس پیدا ہوگا۔ یہ سب آپس میں شیر و شکر اور جنتیوں کی دل جوئی کرتی

---

[2] مرد و زن، دونوں کو جیون ساتھی ملنے چاہییں، مگر جنت کے بیان میں صرف عورتوں کا ذکر ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ مرد کے لیے عورت بنیادی طور پر ایک نعمت ہے اور مرد اس کے لیے ایک ضرورت۔ جنت چونکہ اپنی حقیقت میں سراسر نعمت ہے، اس لیے یہی موزوں ہوا کہ اس کے بیان کے ذیل میں صرف عورتوں کا ذکر کیا جائے:

اِنَّآ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً، فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا، عُرُبًا اَتْرَابًا. (الواقعہ ۵۶:۳۵-۳۷)

''ہم نے اُنھیں ایک خاص اٹھان پر اٹھایا ہوگا اور اُنھیں کنواری، دل ربا اور ہم سن بنا دیا ہوگا۔''

ہوں گی۔ قرآن مجید نے 'وَکَوَاعِبَ اَتْرَابًا' اور 'عُرُبًا اَتْرَابًا' کے الفاظ استعمال کرکے اسی طرف اشارہ کیا ہے۔

یہ عورتیں صرف حسن و جمال کی مالک نہ ہوں گی، عصمت کی دیویاں اور عفت کی مورتیاں بھی ہوں گی۔ خوب صورت نہیں، خوب سیرت بھی ہوں گی۔ یہ اخلاق باختہ نہیں، پاکیزہ ہوں گی۔ جفا کار اور بے وفا نہیں، باوفا، شرمیلی اور باحیا ہوں گی۔ قرآن مجید میں ان کے غزال چشم ہونے اور سنہری اور سفید رنگ ہونے کا ذکر ہوا تو اس کے ساتھ ساتھ ان کی شرمگیں نگاہوں کا اور موتیوں کے مانند ان کے اچھوتے اور محفوظ ہونے کا بھی ذکر ہوا:

وَحُوْرٌ عِيْنٌ، كَاَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُوْنِ. (الواقعہ ۵۶: ۲۲-۲۳)

''اور اُن کے لیے آہو چشم گوریاں ہوں گی، چھپا کر رکھے ہوئے موتیوں کی طرح۔''

وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ عِيْنٌ، كَاَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَّكْنُوْنٌ. (الصافات ۳۷: ۴۸-۴۹)

''اُن کے پاس نیچی نگاہوں والی غزال چشم حوریں ہوں گی گویا کہ (شترمرغ کے) چھپے ہوئے انڈے ہیں۔''

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

فِيْهِنَّ خَيْرٰتٌ حِسَانٌ، فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ، حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ فِي الْخِيَامِ، فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ. (الرحمٰن ۵۵: ۷۰-۷۳)

''اُن میں خوب سیرت، خوب صورت بیویاں۔ پھر تم اپنے رب کی کن کن شانوں کو جھٹلاؤ گے! خیموں میں ٹھیرائی ہوئی گوریاں۔ پھر تم اپنے رب کی کن کن شانوں کو جھٹلاؤ گے!''

وہاں اہل جنت کی خوشی کا اس قدر لحاظ ہوگا کہ ان میں سے ہر ایک کی ذاتی آرزوئیں پوری کرنے کا بھی انتظام کیا جائے گا۔ ہر کسی کے ارمانوں کی ایک اپنی ہی دنیا ہوتی ہے، سو اس کے لیے ویسی ہی دنیا بنادی جائے گی۔ کسی کو جنت میں بیٹھ کر باتیں کرنا اور خوش گپیوں میں مگن رہنا اچھا لگے گا تو کسی کو دوستوں سے ملاقاتیں کرنا اور ان کے ساتھ ضیافتیں اڑانا۔ کسی کو چاندراتوں میں نشستیں جمانا اور ماضی کی داستانوں سے حظ اٹھانا مسرت دے گا اور کسی کو مزاح کی محفلیں بپا کرنا اور خوب خوب مزے اڑانا۔ کوئی لفظوں کی شاعری سے لطف اندوز ہونا چاہے گا اور کوئی جسم کی شاعری سے شاد کام ہونا۔ کسی کا ذوق ہوگا کہ وہ اپنے ہاتھوں سے پتھر تراشے اور کسی کا اشتیاق ہوگا کہ خود صنم بن کر رہ جائے۔ کسی کی انگلیاں بے تاب ہوئی جائیں گی کہ بے جان تاروں میں روح پھونک دیں اور کسی کا گلہ لحن داؤدی کو گانے اور ہم نواؤں کو سنانے کے لیے تڑپتا ہوگا۔ کوئی موے قلم سے ہر سو رنگ بکھیرتا ہوگا اور کسی کا من رنگ اور شباب میں ڈوب جانے کو کرتا ہوگا۔ کچھ ایسے بھی ہوں گے جنھیں وہاں جا کر بھی فلسفے کی اُلجھنوں میں اُلجھنا اچھا لگے گا اور کچھ وہ بھی ہوں گے جنھیں فقہی مسائل میں اتر کر دور کی کوڑی لانا اور بال کی کھال اتارنا بھلا لگے گا۔ کسی کو سونا چاندی پالینے

کے بعد بھی کیمیا گری کا سودا ہوا کرے گا اور کسی کو ڈھیروں مال کا مالک ہو جانے کے بعد بھی تجارت اور سوداگری کا نشہ ہوا کرے گا۔ کسی کا دل چاہے گا کہ وہ سوت کاتے اور کھڈی بنے اور کسی کا دل چاہے گا کہ وہ کھال اور پوست سے پاپوش سیے۔ کوئی آب و گل کو کام میں لا کر دانا اُگانا چاہے گا تو کوئی چاہے گا کہ وہ آتش اور آہن سے کھیلے اور تیر و تفنگ ڈھالے۔ غرض یہ کہ جو جنتی جس طرح بھی شاد ماں ہونا چاہے گا، جنت میں اس کا انتظام کر دیا جائے گا:

فَاَمَّا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَهُمۡ فِیۡ رَوۡضَةٍ یُّحۡبَرُوۡنَ. (الروم ۳۰:۱۵)	''پھر جو ایمان لائے اور جنھوں نے نیک عمل کیے ہوں گے، وہ ایک شان دار باغ میں شاداں و فرحاں رکھے جائیں گے۔''

اہل جنت کی نعمتیں ان کی قیام گاہوں تک محدود نہ ہوں گی، بلکہ وہ جس طرف نظر اٹھا کر دیکھیں گے، اپنے لیے انعام ہی انعام پائیں گے۔ حدنگاہ تک ان کی بادشاہی کی دھوم مچی ہوگی۔ جہاں چاہیں گے فروکش ہوں گے، جب دل میں آئے گی، کوچ کریں گے اور کوئی رکاوٹ ان کے سامنے نہ ہوگی۔ رکاوٹیں تو ان کے سامنے ہوتی ہیں جن کی بادشاہیاں ناقص ہوں اور کسی خاص علاقے تک محدود ہو کر رہ جائیں۔ اس کے مقابلے میں اہل جنت اُس بادشاہی کے وارث ٹھیرائے جائیں گے جو بہت بڑی بھی ہے اور کسی نقص کے بغیر بھی۔ اس کی کامل ترین تعبیر قرآن کے الفاظ میں یہ ہے کہ وہاں نہ ماضی کا کوئی غم ہوگا اور نہ مستقبل کا کوئی اندیشہ۔ مزید یہ کہ پروردگار اہل جنت پر اتمام نعمت کرے گا اور انھیں اس شاہانہ طرز کی صرف ایک نہیں، دو دو جنتیں عطا فرمائے گا:

www.al-mawrid.org www.javedahmadghamidi.com

وَاِذَا رَاَیۡتَ ثَمَّ رَاَیۡتَ نَعِیۡمًا وَّمُلۡكًا كَبِیۡرًا. (الدھر ۷۶:۲۰)	''اور دیکھو گے تو جہاں دیکھو گے، وہاں بڑی نعمت اور بڑی بادشاہی دیکھو گے۔''
وَقَالُوا الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِیۡ صَدَقَنَا وَعۡدَهٗ وَاَوۡرَثَنَا الۡاَرۡضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الۡجَنَّةِ حَیۡثُ نَشَآءُ فَنِعۡمَ اَجۡرُ الۡعٰمِلِیۡنَ. (الزمر ۳۹:۷۴)	''اور وہ کہیں گے کہ شکر ہے اُس خدا کا جس نے ہمارے ساتھ اپنا وعدہ سچ کر دکھایا اور ہم کو اس زمین کا وارث بنا دیا۔ اب ہم جنت میں، جہاں چاہیں، ٹھیریں (تو یہ صلہ ہوگا اُن کا)، سو نیک عمل کرنے والوں کا یہ کیا ہی اچھا صلہ ہے!''
وَلِمَنۡ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ، فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ. (الرحمٰن ۵۵:۴۶-۴۷)	''اور جو اپنے رب کے حضور میں پیشی سے ڈرتے رہے، اُن کے لیے دو باغ ہیں۔''
وَلَا خَوۡفٌ عَلَیۡهِمۡ وَلَا هُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ. (البقرہ ۲:۲۷۷)	''اور (وہاں) اُن کے لیے کوئی اندیشہ ہوگا اور نہ وہ کوئی غم کبھی کھائیں گے۔''

مہربانیوں کا یہ سلسلہ اسی پر بس نہیں ہوگا۔ انھیں ایک اور نعمت سے کہ جس کو خدا نے اپنی رضوان سے تعبیر کیا ہے، نوازا جائے گا۔ خدا کی یہی رضوان ہے جو دنیا میں صالحین کی زندگیوں کا اصل مقصد اور ان کی کوششوں کا مدعا رہتی ہے۔ یہ دنیا میں اسی کی خاطر جیتے ہیں، بلکہ دنیا میں تو یہ لوگ فقط رہتے ہیں، جیتے صرف اور صرف خدا کی رضوان ہیں۔ جنت وہ مقام ہے جہاں یہ بیش قیمت اور نایاب نعمت، اپنی کامل صورت میں ان کو حاصل ہو جائے گی:

وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ، ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ. (التوبہ ۹:۷۲)

''ان مومن مردوں اور مومن عورتوں سے اللہ کا وعدہ ہے اُن باغوں کے لیے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی، وہ اُن میں ہمیشہ رہیں گے، اور ابد کے باغوں میں پاکیزہ مکانوں کے لیے۔ اور خدا کی خوشنودی، وہ سب سے بڑھ کر ہے۔ یہی بڑی کامیابی ہے۔''

www.javedahmadghamidi.org
www.al-mawrid.org

کھانے پینے کے لوازمات، عیش وطرب کے انتظامات اور رضاے الٰہی کے انعامات کی، چاہے نامکمل اور ناقص ہی سہی، ایک طرح کی واقفیت ہمیں ضرور ہوتی ہے۔ پروردگار عالم کی ایک رحمت وہ ہے کہ جس کا اس دنیا میں دھندلا سا تصور کر لینا بھی محال ہے۔ جب یہ برسے گی تو وہ برکتیں نازل ہوں گی کہ سمیٹنا بھی چاہیں تو نہ سمیٹ سکیں۔ ظاہر ہے کہ اہل جنت کے لیے یہ بہت بڑی رحمت ہوگی کہ ان کا رب انھیں سلام بھیجے، اُس کی نظر التفات ہر دم ان پر رہا کرے اور یہ اُس کے انوار کی جھلک دیکھا کریں اور اس کی تجلیات کا مشاہدہ کیا کریں۔ ان کے نزدیک یہ رحمت اتنی گراں مایہ ہوگی کہ انھیں اس کے سامنے کائنات کی ہر شے کم تر، بلکہ خود جنت کی ہر چیز فروتر اور بے قدر محسوس ہوگی۔ صالحین کا اصل رزق یہی ہوگا، اس لیے صبح وشام انھیں اس رزق سے نوازا جائے گا:

سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ. (یٰسٓ ۳۶:۵۸)

''انھیں اُس پروردگار کی طرف سے سلام کہلایا جائے گا جس کی شفقت ابدی ہے۔''

وَلَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيْهَا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا. (مریم ۱۹:۶۲)

''اُن کا رزق ان کے لیے صبح وشام اُس میں مہیا ہوگا۔''

اہل جنت کو اب یہی زیبا ہوگا کہ وہ اپنے رب کی اِن تمام عنایتوں پر اُس کا شکر بجا لائیں۔ چنانچہ وہ ہر دم ان کا چرچا کریں گے اور اُس کی حمد کے ترانے پڑھیں گے اور اپنے عجز کا اظہار اور اُس کے کرم کی باتیں کریں گے۔ لیکن دوسری طرف بھی ان کا وہ پروردگار ہوگا جو سب قدر دانوں سے بڑھ کر قدر دان ہے۔ وہ کبھی نہیں چاہے گا کہ اُس کے بندے اِس احساس میں زندگی گزاریں کہ یہ سب حاصل کرنے میں ان کا اپنا کوئی کمال نہیں۔ یہ تو محض خیرات تھی جو

ان کی جھولی میں ڈال دی گئی۔ ظاہر ہے، یہ احساس وہ چیز ہے جسے انسان دل سے نہیں، بلکہ انتہائی ناگواری سے قبول کرتا ہے۔ چنانچہ ان کے شکریے اور عجز وانکساری کے جواب میں اعلان کرا دیا جائے گا کہ یہ جنت تمھیں محض ہماری عنایت سے نہیں ملی، بلکہ اس میں اصل عامل تمھارے اپنے نیک عمل ہیں۔ یہ محض ہمارا فضل نہیں ہے، بلکہ تمھاری ریاضتوں اور جفاکشیوں کا ثمرہ اور تمھاری عمر بھر کی اپنی کمائی ہے۔ گویا وہی ہو گا جو ایک سخی دل اور قدر دان مالک اور اس کے محنتی اور عاجز غلام کے درمیان میں ہوتا ہے۔ غلام اپنی محنت کے بعد بھی کسر نفسی دکھاتا ہے اور مالک اپنی نوازشوں کے باوجود اُس کے کام کی تعریف کر کے اس کی قدر بڑھاتا ہے:

وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدٰنَا لِهٰذَا، وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْلَآ اَنْ هَدٰنَا اللّٰهُ لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ، وَ نُوْدُوْٓا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ. (الاعراف ۷:۴۳)

''اور وہ کہیں گے: اللہ کا شکر ہے جس نے ہمیں اس راستے کی ہدایت بخشی، اور اگر اللہ ہدایت نہ بخشتا تو ہم یہ راستہ خود نہیں پا سکتے تھے۔ ہمارے پروردگار کے بھیجے ہوئے رسول بالکل سچی بات لے کر آئے تھے۔ (اُس وقت) ندا آئے گی کہ یہی وہ جنت ہے جس کے تم اپنے اعمال کے صلے میں وارث بنائے گئے ہو۔''

یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے۔ انسان کی طبیعت ہے کہ وہ معمول اور یکسانیت سے جلد ہی اُکتا جاتا اور ہر روز اپنے اندر ایک نئی آرزو اور ایک نئی خواہش پال لیتا ہے۔ کیا ایسا تو نہیں ہو گا کہ اہل جنت کو دیے جانے والے لذیذ کھانے، رنگ وشباب سے بھرپور ان کی محفلیں اور رحمت برساتے ان کے شب وروز، ان کو اُکتاہٹ کا شکار کر دیں؟ اور یہ ان سب چیزوں کا مزہ کھو بیٹھیں اور ان کے بجائے کچھ اور چاہنے لگیں؟ اس سوال کے جواب میں عرض ہے کہ اکتاہٹ کا یہ جذبہ دو ہی صورتوں میں پیدا ہوتا ہے: ایک یہ کہ چیزیں اتنی گنی چنی ہوں کہ بار بار کے استعمال سے آدمی کا جی بھر جائے۔ دوسرے یہ کہ وہ ایک جیسی ہی رہیں اور آخر کار دل سے اتر جائیں۔

پروردگار عالم نے انسان کی اس کمزوری کا یا اسے خوبی کہہ لیجیے، جنت میں بھی لحاظ رکھا ہے اور اس پہلی صورت کا جواب دو طرح سے دیا ہے: ایک یہ کہ اس نے واضح کر دیا ہے کہ جو چیزیں تم کو گن کر بتا دی گئی ہیں وہ وہاں کی نعمتوں کا ایک مختصر اور اجمالی سا تعارف ہے۔ وگرنہ تمھارے لیے وہ کچھ تیار رکھا گیا ہے کہ جس کا تمھیں سان گمان بھی نہیں۔ دوسرے یہ کہ جنت آرزوؤں کی تکمیل کا مقام ہے، اس لیے ان چیزوں کے علاوہ جو تمھارے دل میں آرزو پیدا ہو گی، فوراً پوری کی جائے گی:

فَلَا تَعۡلَمُ نَفۡسٌ مَّآ اُخۡفِیَ لَھُمۡ مِّنۡ قُرَّۃِ اَعۡیُنٍ جَزَآءًۢ بِمَا کَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ. (السجدہ ۳۲: ۱۷)

’’سو کسی کو پتا نہیں کہ اُن کے اعمال کے صلے میں اُن کے لیے آنکھوں کی کیا ٹھنڈک چھپا رکھی گئی ہے۔‘‘

وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِیۡ رَوۡضٰتِ الۡجَنّٰتِ، لَھُمۡ مَّا یَشَآءُوۡنَ عِنۡدَ رَبِّھِمۡ، ذٰلِکَ ھُوَ الۡفَضۡلُ الۡکَبِیۡرُ. (الشوریٰ ۴۲: ۲۲)

’’جو لوگ ایمان لائے اور اُنھوں نے نیک عمل کیے ہوں گے، وہ بہشت کے باغیچوں میں ہوں گے۔ اُن کے لیے، جو کچھ چاہیں گے، اُن کے پروردگار کے پاس موجود ہو گا۔ سب سے بڑا فضل درحقیقت یہی ہے۔‘‘

قرآن نے جی اُکتا جانے کی دوسری صورت کا جواب بھی دو طرح سے دیا ہے: پہلے یہ بتایا ہے کہ وہاں کی نعمتیں ایک حالت پر نہیں ہوں گی، بلکہ ان میں ہر دم ارتقا ہوتا رہے گا۔ جنتی کھانے کے لیے جب دوسری مرتبہ ہاتھ بڑھائیں گے تو خیال کریں گے کہ یہ سب تو ہم پہلے سے کھائے ہوئے ہیں، مگر کھانے کے بعد معلوم ہو گا کہ اس ظاہری مشابہت کے باوجود، یہ سب لذت اور ذائقے میں بالکل نیا ہے۔ دوسرے یہ کہ اہل جنت کی ہر خواہش پوری کر دینے کے بعد ان پر مزید ایک فضل کرنے کا وعدہ فرمایا۔ اور اس کی تفصیل کرنا تو دور کی بات، اس کے بارے میں اشارے کنایے میں بھی کچھ نہیں بتایا۔ ارشاد ہوا تو صرف یہ کہ تمھیں دینے کے لیے ہمارے پاس مزید بھی بہت کچھ ہے۔ اب ظاہر ہے کہ اس ارشاد میں پایا جانے والا ابہام ہی اصل شے ہے۔ دینے والا دینے کا وعدہ کرتا ہو اور یہ نہ بتاتا ہو کہ وہ کیا کچھ دے گا تو سننے والوں کے لیے یہی بات کفایت کرتی ہے کہ دینے والا عالم کا پروردگار ہے، اس لیے وہ جو کچھ بھی دے گا، وہ اتنا زیادہ ہو گا کہ انھیں راضی کر دے گا:

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

کُلَّمَا رُزِقُوۡا مِنۡھَا مِنۡ ثَمَرَۃٍ رِّزۡقًا قَالُوۡا ھٰذَا الَّذِیۡ رُزِقۡنَا مِنۡ قَبۡلُ وَاُتُوۡا بِہٖ مُتَشَابِھًا. (البقرہ ۲: ۲۵)

’’اُن کا کوئی پھل جب اُنھیں کھانے کے لیے دیا جائے گا تو کہیں گے: یہ وہی ہے جو اس سے پہلے ہمیں دیا گیا، دراں حالیکہ اُن کو یہ اُس سے ملتا جلتا دیا جائے گا۔‘‘

لَھُمۡ مَّا یَشَآءُوۡنَ فِیۡھَا وَلَدَیۡنَا مَزِیۡدٌ. (قٓ ۵۰: ۳۵)

’’اُنھیں وہاں جو چاہیں گے، ملے گا اور ہمارے پاس مزید بھی بہت کچھ ہے۔‘‘

اے پروردگار، تیرے فضل کے بھروسے پر ہم بھی اس جنت کی طلب رکھتے ہیں!!